# غَزَالی یا غزّالی

(محمد عزیر بہاری - مرکزی دار العلوم - ریوڑی تالاب بنارس)

امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (۴۵۰ھ / ۱۰۵۸ء — ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء) کی سیرت سے متعلق یہ پہلو بڑا دلچسپ اور عجیب ہے کہ اب تک ان کی نسبت "غزالی" کے تلفظ کے بارے میں اہلِ علم کے درمیان اختلاف چلا آیا ہے، کچھ اس کی "زاء" کو مشدّد قرار دیتے ہیں اور کچھ اس کی تخفیف کے قائل ہیں۔ ذیل میں ہم پہلے تاریخی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے مستند علماء و مورخین کی تصریحات پیش کریں گے پھر ان کی روشنی میں کسی نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔

(۱) سمعانی یا ابن السمعانی[1] (م ۵۶۲ھ): ابنِ خلّکان (م ۶۸۱ھ) ان کی کتاب "الانساب" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ان الزاء مخففة۔ نِسبَةً اِلیٰ غَزَالة، | غَزالی میں "زاء" مخفف ہے، اس کی نسبت |
| وھی قریة من قری طوس[2]۔ | غَزالہ کی طرف ہے جو طوس کا ایک گاؤں ہے |

مگر یہ عبارت ہمیں "الانساب" مطبوعہ لیڈن ۱۹۱۲ء میں نہیں ملتی[3]۔ بلکہ اس میں تو

---

[1] دونوں ہی طرح ان کی نسبت معروف ہے۔ جیسے باقِلّانی اور ابن الباقِلّانی (م ۴۰۳ھ)، شخصیت ایک ہی ہے۔

[2] وفیات الاعیان ۱/۸۱-۸۲ (طبع مصر ۱۹۴۸ء)

[3] "الانساب" مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۶۳ء میرے پیش نظر نہیں، ممکن ہے اس سے حقیقت حال کا پتہ چل جائے

سہو سے اس نسبت "غزالی" کا ذکر ہی نہیں ہے۔ ضمناً کسی مقام پر اس کی طرف اشارہ کر جانا بھی بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ امام موصوف کی شخصیت ان حضرات سے کسی طرح کم اہمیت کی مستحق نہیں جن کا مستقل تذکرہ کتاب میں موجود ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مطبوعہ نسخہ سے "غزالی" کی نسبت ساقط ہو گئی ہے[1]۔ یا ممکن ہے سمعانی نے "الانساب" کے بجائے اپنی کتاب "ذیل علی تاریخ بغداد" میں اس پر بحث کی ہو، کیوں کہ اس میں امام موصوف کی سوانح شامل ہے جیسا کہ ابن تغری بردی (م ۸۷۴ھ) کی تصریح سے ظاہر ہوتا ہے[2] — یہ امکان اس بنا پر پیدا ہو گیا ہے کہ مذکورہ بالا عبارت کے بعد "وفیات الاعیان" کے صرف ایک ہی مخطوطہ نسخہ میں (جو مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے) یہ الفاظ ہیں (اور وہ بھی حاشیہ پر)

| | |
|---|---|
| "لکن ھذا قالہ السمعانی فی کتاب الانساب، واللہ اعلم"[3] | لیکن سمعانی نے کتاب الانساب میں یہی لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ |

اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ محشی نے شاید غلطی سے اپنے حافظہ کی بنیاد پر "ذیل" کے بجائے "الانساب" کا حوالہ دے دیا ہے۔

بہر حال حقیقت کچھ بھی ہو، سمعانی نے کسی نہ کسی کتاب کے اندر ضرور اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اس لئے ان کی طرف اس قول کا انتساب یہ صحیح سمجھنا چاہیئے، دوسرے مؤرخین مثلاً سبکی (م ۷۷۱ھ) وغیرہ نے بھی امام غزالی اور ان کے بھائی شیخ ابوالفتوح احمد بن محمد غزالی (م ۵۲۰ھ) کے تذکرے میں سمعانی کا حوالہ دیا ہے۔

پس سید مرتضیٰ زبیدی بلگرامی (م ۱۲۰۵ھ) کی یہ تحریر اور روایت قابل اعتماد نہیں:

| | |
|---|---|
| وانشاھرالذلک ابن السمعانی ایضا | ابن السمعانی نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے |

---

[1] مشہور محقق علامہ احمد تیمور پاشا (م ۱۹۳۰ء) نے یہی رائے ظاہر کی ہے۔ دیکھئے: ضبط الاعلام ص ۱۰۸ (طبع قاہرہ ۱۹۴۷ء)
[2] ملاحظہ ہو: النجوم الزاہرۃ ۵/ ۲۵۰ (طبع یورپ)
[3] اس بات کا انکشاف "وفیات الاعیان لابن خلکان" کے انگریزی ترجمہ (Vol. I, PP. 80) میں ڈی سلین نے کیا ہے۔

وانکر التخفیف، وقال: سألت اهل طوس عن هذہ القریۃ فانکروھا۔

(کہ غزّالی جیسے الفاظ میں "یار" کی زیادتی خوارزم اور جرجان والوں کی عام عادت ہے)۔ انھوں نے تخفیف "زا" کا انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جب طوس والوں سے اس گاؤں (غزالہ) کی نسبت دریافت کیا تو انھوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی۔

کیوں کہ انھوں نے اس کے لئے کسی مستند ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ہے، ان سے پہلے کسی دوسرے مورخ نے بھی یہ قول سمعانی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے۔ لہٰذا یہ قابلِ قبول نہیں۔

میکڈونلڈ (D. B. Machdonald) نے بھی بلا بنیاد لکھا ہے کہ سمعانی نے تشدید کو درست قرار دیا ہے[۲]۔ اس لئے ہمیں اس کی صحت سے بھی انکار ہے۔ مزید بحث اس وقت ہم فضول سمجھتے ہیں :

(۲) ابن الاثیر (م ۶۳۰ھ) : موصوف فرماتے ہیں :

ھو منسوب إلی الغزّال بائع الغزل او الغزالی علی عادۃ أھل خوارزم و جرجان[۳]۔

"غزّالی" غزّال کی طرف منسوب ہے جس کے معنی ریسماں فروش کے ہیں۔ یا غزالی خوارزم اور جرجان والوں کی عادت کے مطابق ہے

اور تخفیف والے قول کے متعلق لکھتے ہیں :

---

۱؎ اتحاف السادۃ المتقین لشرح اسرار احیاء علوم الدین ۱/۱۸ (مطبعہ میمنہ قاہرہ ۱۳۱۱ھ)

۲؎ دیکھئے: Encyclopaedia of Islam Vol. 2, PP. 146. (طبع ۱۹۲۷ء)

۳؎ اللباب فی تہذیب الانساب ۲/۱۷۰ (طبع قاہرہ ۱۳۵۷ھ) ابن الاثیر کا یہ قول "تاج العروس من جواہر القاموس" (مطبعہ خیریہ قاہرہ ۱۳۰۶ھ) ۸/۴۴ مادہ "غ-ز-ل" میں بھی موجود ہے۔ نووی نے بھی "دقائق الروضہ" مسمی بہ "الاشارات" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: طاش کبری زادہ (م ۹۶۲ھ) کی "مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ" ۲/۲۴۴ (طبع دار الکتب الحدیثۃ قاہرہ)۔ "تحفۃ الارشاد" میں بھی "دقائق الروضہ" کے حوالے سے اس قول کا ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو: اتحاف السادۃ المتقین ۱/۱۸

| | |
|---|---|
| والتخفیف خلاف المشہور [1] | غزالی تخفیف زا، مشہور قول کے خلاف ہے |

(۴) نووی (م ۶۷۶ھ) انھوں نے اپنی چار کتابوں میں اس پر بحث کی ہے: "التبیان" شرح صحیح مسلم مسمیٰ بہ "المنہاج"، دقائق الروضۃ مسمیٰ بہ "الاشارات" اور "الارب" — سید مرتضیٰ زبیدی بلگرامی لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وغزالۃ کسحابۃ قریۃ من قری طوس، قیل: والیہا ینسب ابوحامد کما صرح بہ النووی فی التبیان - [2] | غزالہ بروزن سحابہ طوس کا ایک گاؤں ہے، کہتے ہیں کہ امام ابوحامد (غزالی) اسی کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ امام نووی نے تبیان میں تصریح کی ہے۔ |

"المغنی"، لمحمد بن طاہر الفتنی (م ۹۸۶ھ) کے محشی نے لکھا ہے:

| | |
|---|---|
| کما مشی علیہ الامام النووی فی شرحہ لصحیح مسلم، قال والتشدید فیہ من لحن العامۃ، فاعرف ذلک [3] | امام نووی تخفیف زا کے قائل ہیں - چنانچہ شرح صحیح مسلم میں ایک مقام پر لکھتے ہیں: مشدد پڑھنا عوام کا لحن ہے۔ |

دقائق الروضۃ کی عبارت اس طرح ہے:

| | |
|---|---|
| التشدید فی الغزّالی هو المعروف الذی ذکرہ ابن الاثیر، وبلغنا أنہ منسوب الی غزالۃ بتخفیف الزای قریۃ من قری طوس - [4] | غزالی بالتشدید ہی مشہور ہے جیسا کہ ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے۔ مگر ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ غزالہ بتخفیف زا، کی طرف منسوب ہیں جو طوس کا ایک گاؤں ہے۔ |

علامہ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) نووی کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] حوالہ مذکور جو گذشتہ صفحہ کے حوالہ نمبر ۳ پر ہے۔
[2] تاج العروس ۸/۴۰۴ - اتحاف السادۃ المتقین ۱/۱۸ میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے۔
[3] المغنی ص ۶۰ (طبع لاہور ۱۹۷۳ء)
[4] دیکھئے: اتحاف . . . ۱/۱۸ بحوالہ "تحفۃ الارشاد"؛ مفتاح السعادۃ ۲/۲۴۴

وروی عنه أنه أنكرها، وقال: إنما انا الغزالی بخفة زای نسبة الی غزالة قریة بطوس۔ ن فی الاسراب[1]

امام غزالی سے منقول ہے کہ انھوں نے تشدید کا انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں غَزالی بہ تخفیف زاء ہوں منسوب بہ غَزالہ جو طوس کا ایک گاؤں ہے۔

(۴) ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) امام غزالی کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

وقد تقدم الکلام علی "الطوسی" "والغزالی" فی ترجمة أخیه احمد[2]

لفظ طوسی اور غزالی کی تحقیق امام صاحب کے بھائی احمد کے تذکرے میں گذر چکی ہے۔

وہاں لکھا ہے:

والغَزّالی ـــ بفتح الغین المعجمة وتشدید الزاء المعجمة وبعد الالف لام ـــ هذه النسبة الی الغزّال علی عادة اهل خوارزم وجرجان، فانهم ینسبون الی القصّار القصّاری، والی العطّار العطّاری[3]

غَزّالی ـــ غین معجمہ کے زبر اور زاء معجمہ کی تشدید کے ساتھ، پھر الف کے بعد لام ـــ یہ نسبت ہے غَزّال کی طرف اہلِ خوارزم وجرجان کے طریقے پر جو قصّار کو قصّاری اور عطّار کو عطّاری کہتے ہیں۔

پھر تخفیف کا قول سمعانی کے حوالہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وهو خلاف المشهور[4]

(۵) ابن دقیق العید (م ۷۰۲ھ) قطب الدین الحلبی (م ۷۷۹ھ) اپنی کتاب "تاریخ مصر" میں لکھتے ہیں:

---

[1] المغنی ص ۶۰۔ واضح رہے کہ ن سے مراد نووی ہیں، جیسا کہ شروع کتاب (ص ۲) میں تصریح کردی گئی ہے
[2] وفیات الاعیان ۳۵۵/۲
[3] " " ۸۱/۱ - ۸۲
[4] حوالۂ مذکور

سمعت شیخنا ابن دقیق العید یقول: روینا أنه الغزالی بالتخفیف نسبة الی غزالة قریة بطوس، قال: والصحیح التشدید نسبة إلی الغزّال، والعجم تزید یاء النسب فی الحرفة[1]۔

میں نے اپنے استاد ابن دقیق العید سے سنا ہے وہ فرمارہے تھے کہ ہمیں غزالی بتخفیف کی روایت ملی ہے۔ یعنی منسوب بہ غزالہ جو طوس میں ایک گاؤں ہے۔ وہ کہتے ہیں: مگر تشدید ہی صحیح ہے یعنی غزّالی منسوب بہ غزّال۔ عجمی لوگ حرفت اور پیشہ والے اسماء میں یائے نسبتی کا اضافہ کردیتے ہیں۔

(۶) ابوالفداء (م ۷۳۲ھ) | یہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

والغزّالی نسبة الی الغزل، والعجم تقول فی القصّار قصّاری وفی الغزّال غزّالی وفی العطّار عطّاری[2]

غزّالی غزل کی طرف منسوب ہے۔ عجمی لوگ قصّار کو قصّاری، غزّال کو غزّالی اور عطّار کو عطّاری کہتے ہیں۔

(۷) ذہبی (م ۷۴۸ھ) | موصوف تحریر فرماتے ہیں:

والغزّالی هو الغزّال، کذا العطّاری والخبّازی علی لغة أهل خراسان[3]۔

غزّالی دراصل غزّال ہے جیسے عطّاری اور خبّازی (کہ اصل میں عطّار اور خبّاز ہے) اہل خراسان کی زبان میں (یاء کا اضافہ کردیا جاتا ہے)

(۸) صلاح الدین صفدی (م ۷۶۴ھ) | ان کا بیان ہے کہ:

---

[1] ملاحظہ ہو: بدرالدین زرکشی (م ۷۹۴ھ) کی کتاب "المعتبر فی تخریج احادیث المنهاج والمختصر" (اس کا ایک قلمی نسخہ دارالکتب الظاہریہ دمشق میں زیر رقم ۱۱۱۵ [حدیث] موجود ہے، دوسرا مخطوطہ مکتبہ تیموریہ میں زیر رقم ۱۵۴ [حدیث] محفوظ ہے)۔ بعینہٖ یہی عبارت سیفری نے بھی اپنے "مجموع" میں نقل کی ہے۔ دیکھیے: ضبط الاعلام ص ۱۰۸ - ۱۰۹۔ [2] المختصر فی اخبار البشر ۲/۲۲۶ (مطبع حسینیہ مصر) [3] العبر فی خبر من غبر ۴/۱۰ (طبع کویت ۱۹۶۳ء)۔ ذہبی کا یہ قول "شذرات الذہب" ۴/۱۱ (مطبعة القدسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ) میں بھی موجود ہے۔

قال الامام الغزالي في بعض مصنفاته: قد نسبني قوم إلى الغزّالي، وإنما أنا الغَزَالي بتخفيف الزاي نسبة الى قرية من قرى طوس يقال لها غزالة[1]۔

امام غزالی نے اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے: لوگ مجھے غزّال کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ میں غَزَالی تخفیف زاء منسوب بہ غَزالہ ہوں جو طوس کا ایک گاؤں ہے۔

(۹) یافعی (م ۷۶۸ھ) انھوں نے بھی ابن خلِّکان ہی کی طرح ضبط کیا ہے، پھر ان کا قول بھی بلاکم وکاست "وفیات الاعیان" سے نقل کر دیا ہے[2]۔

(۱۰) فیّومی (م ۷۷۰ھ) اپنی مشہور و مستند کتاب "المصباح المنیر" میں لکھتے ہیں:

غزالة قرية بطوس، واليها ينسب الامام ابو حامد، اخبرني بذلك الشيخ مجد الدين بن محمد بن محي الدين أبي الطاهر شروان شاه بن أبي الفضائل فخرآور بن عبيد الله ابن ست النساء بنت أبي حامد الغزالي ببغداد سنة عشر وسبعمائة، وقال: اخطأ الناس في تثقيل جدنا وإنما هو مخفف[3]۔

غَزالہ طوس کا ایک گاؤں ہے، اسی کی طرف امام ابو حامد (غزالی) منسوب ہیں۔ مجھے اس کی اطلاع شیخ مجد الدین بن محمد بن محی الدین ابو الطاہر شروان شاہ بن ابی الفضائل فخرآور بن عبید اللہ بن ست النساء بنت ابی حامد غزالی نے ۷۱۰ھ میں بغداد میں دی۔ اور کہا کہ لوگوں نے ہمارے نانا (غزالی) کے نام کو غلطی سے مشدّد بنا دیا ہے، حالانکہ وہ مخفف ہے قریۂ غَزالہ کی طرف منسوب۔

---

[1] مفتاح السعادة ۲۴۳/۲

[2] دیکھئے: مرآة الجنان ۱۸۹/۳-۱۹۰ (طبع حیدرآباد ۱۳۳۸ھ)

[3] المصباح المنیر ص ۶۸۵ (طبع میری) اسی سے نقل کرتے ہوئے اتحاف السادة المتقین (۱۸/۱) میں

(۱۱) سیوطی (م ۹۱۱ھ) | انھوں نے ہر دو اقوال نقل کرنے کے بعد تخفیف والے قول کی تضعیف کی ہے[1]

(۱۲) محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) | غزالی کا تلفظ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

الغزّالی بمفتوحۃ وشدۃ زای[2] — غزّالی میں زار مفتوح اور مشدد ہے۔

پھر نووی کا قول "الارب" سے نقل کیا ہے، جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔

(۱۳) شہاب الدین خفاجی (م ۱۰۶۹ھ) لکھتے ہیں:

وھو بتشدید الزای المعجمۃ فی المشھور، واصلہ الغزّال بغیر نسبۃ، فزادوا فیہ یاء النسبۃ تاکیداً کالعصّاری علی عادۃ اھل جرجان وخوارزم۔ وقیل: نسب لغزالۃ بنت کعب الاحبار جدتہ۔ وقیل: نسب انہ بتخفیف الزای نسبۃ لغزالۃ قریۃ من قری طوس کما ذکرہ النووی فی التبیان، وانکر ابن الاثیر تخفیفہ[3]۔

غزالی مشہور قول کے مطابق تشدید زاء معجمہ ہے، اصل میں یہ غزّال تھا بلا نسبت کے، پھر اس میں لوگوں نے بغرض تاکید یا نسبتی بڑھادی جرجان اور خوارزم والوں کا یہی طریقہ ہے جیسے عطّاری ..... دوسرا قول یہ ہے کہ غزالی غَزّالہ بنت کعب الاحبار (اپنی دادی) کی طرف منسوب ہیں۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ غَزالی تخفیف زاء کی نسبت غَزالہ کی طرف ہے جو طوس کا ایک گاؤں ہے۔ نووی نے تبیان میں اس کا ذکر کیا ہے، مگر ابن الاثیر تخفیف کے منکر ہیں۔

(۱۴) ابن العماد (م ۱۰۸۹ھ) | ان کا میلان تشدید کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے صرف ذہبی کا قول نقل کرنے پر اکتفار کیا ہے[4]

---

[1] لب اللباب فی تحریر الانساب ص ۱۸۶ (طبع لیڈن ۱۸۴۰ء) [2] المغنی ص ۶۰ (طبع لاہور ۱۹۷۳ء)
[3] نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ۴/۹۴ (مطبعہ ازھریہ مصر ۱۳۲۷ھ)
[4] شذرات الذہب ۴/۱۱

(۱۵) مرتضیٰ زَبیدی بلگرامی (م ۱۲۰۵ھ) | انھوں نے اپنی دو کتابوں ("تاج العروس من جواہر القاموس" اور "اتحاف السادۃ المتقین لشرح احیاء علوم الدین") میں اس نسبت پر مختصر و مفصل بحث کی ہے۔ متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد اخیر میں لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| والمعتمد الآن عند المتأخرین من ائمۃ التاریخ والانساب أن القول ما قال ابن الاثیر انہ بالتشدید۔[1] | اس وقت متاخرین ائمہ تاریخ وانساب کے نزدیک ابن الاثیر کا تشدید والا قول ہی زیادہ معتبر ہے۔ |

پھر آگے چل کر موصوف فرماتے ہیں: "میں نے اپنے شیخ سید عیدروس سے سنا ہے کہ انھوں نے ایک مرتبہ خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے غزّالی بہ تشدید سنا ہے۔"[2]

(۱۶) رضی الدین بن محمد بن علی بن حیدر حسینی شامی | موصوف نے دونوں اقوال بلا ترجیح نقل کئے ہیں:

| | |
|---|---|
| الغزّالی بالتشدید الی الغزل کالغزّال، وبالتخفیف الی غزالۃ قریۃ بطوس۔[3] | غزالی بہ تشدید غزل کی طرف منسوب ہے جیسا کہ غزّال ہے۔ اور بہ تخفیف غزالہ کی طرف جو کہ طوس کا ایک گاؤں ہے |

(۱۷) زُویمر (S. M. ZWEMER) اس نے چوں کہ مخفف پڑھنے کی ایک دوسری توجیہ بیان کی ہے اس لئے ہم اس کا قول بھی نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ غزالی غزالہ کی طرف منسوب ہے جو دراصل ایک خاندان کا نام ہے۔[4] تھیچر (Rev. G. W. Thatcher) نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔[5]

---

[1] اتحاف السادۃ المتقین ۱/۱۸ [2] حوالہ مذکور ــــ اس طرح کے ایک خواب کی تفصیل اسی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر حاشیہ میں موجود ہے [3] اتحاف ذوی الالباب لشوارد لب لالباب ص ۱۴۶ (مخطوطہ ۱۳۱۰ھ، جامعہ اسلامیہ بنارس میں محفوظ ہے) [4] دیکھئے اس کی کتاب A Moslem Seeker After God (London 1920) اس کا عربی ترجمہ "حیاۃ الغزالی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ [5] ملاحظہ ہو: Encyclopaedia Britanica Vol. XI, P.P. 916 ــــ میری نظر سے اس کے دو ایڈیشن گذرے ہیں: (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہیں علماء و مورخین کے وہ بیانات جنھیں اصل اور اساس قرار دے کر ہمیں حقیقت کی تلاش کرنی چاہئیے۔ دورِ حاضر کے بعض محققین نے اپنی تحقیقات بھی پیش کی ہیں[1]۔ ان سب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "غزالی" کو مشدد یا مخفف پڑھنے سے متعلق علماء کے تین گروہ ہیں: ایک تشدید ہی کو صحیح قرار دیتا ہے؛ اور دوسرا تخفیف کو؛ اور تیسرا دونوں کو درست سمجھتا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی تنگی نہیں برتتا ___ جہاں تک اس آخری رائے کا تعلق ہے ہم اسے قابلِ قبول نہیں سمجھتے کیونکہ تشدید یا تخفیف میں سے کسی ایک کے متعلق معتد بہ دلائل فراہم ہو جانے کے بعد کوئی تیسری راہ اختیار کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی خصوصًا ایسی حالت میں جب کہ تشدید یا تخفیف کے دلائل باہم متعارض ہوں جیسا کہ آگے کی تفصیلات سے واضح ہوگا۔

ہم نے ترتیبِ زمانی کا لحاظ رکھتے ہوئے اوپر علماء کے جو اقوال نقل کئے ہیں ان کا سرسری جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام غزالی کے زمانۂ حیات ہی سے تشدید اور تخفیف ہر ایک کے قائل موجود رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ متقدمین میں عمومًا تشدید ہی متداول اور مشہور رہا ہے جس پر شعراء کے عربی اشعار بھی دلالت کرتے ہیں۔ ذیل کے ابیات ملاحظہ ہوں، ان سب میں غزّالی کو مشدّد استعمال کیا گیا ہے:

۱۔ مَعْن فی الجود وقیس الرأ ی وکالغزّالی والمزنی

۲۔ ولطرفہ الغزّال الحیلۃ الھوی وکذلک الاحیاء للغزّالی الورٰی

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) (۱) پندرھواں اڈیشن (۲) طبع جدید ۱۹۶۹ء ___ دونوں میں "غزالی" پر W. M. W. T. کے قلم سے مقالہ ہے ___ پھیچر کا مضمون کسی دوسری اشاعت میں موجود ہوگا۔ میں نے اس کا حوالہ عبداللطیف الطیباوی کی کتاب "التصوف الاسلامی العربی" ص ۱۴۴ (طبع مصر ۱۹۲۸ء) میں دیکھا ہے۔

[1] ان میں تین حضرات قابلِ ذکر ہیں:۔ (۱) میکڈونلڈ (D. B. Machdonald) Fourn of The Royal As Soc, 1902, PP. 18 — 22 (۲) علامہ احمد تیمور پاشا: ضبط الاعلام ص ۱۰۸-۱۱۲ (۳) قاضی احمد میاں اختر جوناگڈھی: معارف (اعظم گڑھ) ۲۲/۵/۶۰۰-۲ (جنوری ۱۹۲۸ء)(۴)

۳۔ أحیی قلوب العاشقین بلحظہ ال — سغزّال والاحیاء للغزّالی
۴۔ مابالھا قتّالۃ غزّالۃ — یابدر، والاحیاء للغزّالی
۵۔ فوخلّ النّعمان انّ بلیّتی — وشکا یتی من جفنک الغزّالی
۶۔ صنفت شجونا بالغزال جفن — فقرأنا مصنّف الغزّالی
۷۔ فلا تلم الرازیّ والحیرۃ التی — بھا اعترف الجمّ الغفیر لغزّالی
۸۔ ولہ بھجۃ بوردیّ خدّ — ولحاظ تروی عن الغزّالی
۹۔ غزّال طرفک ان رنا احیی بہ — وکذلک الاحیاء للغزّالی
۱۰۔ عن شعرک الفحام أم عن ثغرک ال — نظّام أم عن طرفک الغزّال
۱۱۔ ابو حامد غزّال غزل مدقّق — من العلم لم یغزل کذلک مغزل الغزل[1]

عربی کا کوئی ایسا شعر نہ مل سکا جس میں غَزَالی مخفف استعمال ہوا ہو۔ ممکن ہے ایسے چند ابیات تلاش و جستجو کے بعد دستیاب ہو جائیں مگر یقیناً ان کی تعداد کم ہوگی[2] — اس کے برخلاف اُردو میں بعض اشعار ملے ہیں جن میں مخفف ہی استعمال کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ابیات دیکھئے :

۱۔ ہے غَزالی کی روش، طرز تکلم ان کا — لیکہ آزادی لئے پھرتی ہے حد سے باہر[3]
۲۔ عطار ہو رومی ہو رازی ہو غَزالی ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحرگاہی[4]
۳۔ رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی — فلسفہ رہ گیا تلقینِ غَزالی نہ رہی[5]

البتہ فارسی اشعار میں دونوں طرح کے نمونے ملتے ہیں :

---

[1] ان ابیات کے سیاق و سباق اور شاعروں کے نام معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو:
ضبط الاعلام ص ۱۱۰ - ۱۱۲ ؛ مرآۃ الجنان ۲/۲۰۴ ؛ ۳/۱۸۶
[2] علامہ احمد تیمور باشا فرماتے ہیں : "ولعلہ إن وجد یکون قلیلا" ضبط الاعلام ص ۱۱۲
[3] یہ منشی امجد علی اشہری کا شعر ہے۔ دیکھئے : زمانہ (آگرہ) ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۹ء (بحوالہ "تاریخ صحافت اردو" ۳/۲ ص ۱۱۳)
[4] علامہ اقبال (م ۱۹۳۸ء) کا مشہور شعر ہے۔ دیکھئے : بال جبریل ص ۵۶ (کلیاتِ اقبال (اردو) مع ایڈیشن ۱۹۷۵ء) [5] یہ بھی علامہ اقبال کا ہے۔ دیکھئے : بانگ درا ص ۲۰۳ (کلیاتِ اقبال ایضاً)

۱۔ حجۃ الاسلام غزّالی بسالِ چارصد — باچل و پنج آمد از دوران گیتی در وجود [۱]
۲۔ بس گفتا مجتبائی کرمی دانی دمی پرسی — بعہدِ علم غزّالی بعہد علم غزّالی [۲]
۳۔ ہر دبیر و شاعر و مفتی کہ او طوسی بود — چوں نظام الملک و غزّالی و فردوسی بود [۳]
۴۔ دگر بمدرسہ ہائے حرم نمی بینم — دلِ جُنید و نگاہِ غزالی و رازی [۴]
۵۔ تا غزالی درسِ اللہ ہو گرفت — ذکر و فکر از دودمانِ او گرفت [۵]
۶۔ . . . . . . . . . . . . . . . . . . [۶]

میرے خیال میں ان مختلف اشعار کو تشدید یا تخفیف میں سے کسی ایک کی صحت کے لئے بطور "دلیل" پیش کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اوّلاً تو یہ خود باہم مختلف ہیں۔ اگر ایک شخص کوئی شعر پیش کرے تو اس کا مخالف بھی اپنی تائید کے لئے دوسرا شعر پیش کر سکتا ہے۔ ثانیاً یہ بہت ہی معروف بات ہے کہ شعر میں وزن کی رعایت بھی شاعر کے پیشِ نظر رہتی ہے۔ اس طرح وہ بعض الفاظ میں خفیف سی تبدیلی کا مجاز ہوتا ہے۔ چنانچہ اوپر کے تمام اشعار پڑھ جائیے معلوم ہوگا کہ جس جگہ غزّالی بالتشدید کا استعمال ہوا ہے وہاں بالتخفیف استعمال کرنے سے وزن برقرار نہیں رہ سکے گا، اسی طرح اس کے برعکس دیکھ سکتے ہیں —— پس ہمیں کسی ٹھوس بنیاد پر ایک جانب کو راجح اور صحیح قرار دینا ہوگا، ان اشعار سے کام نہیں چل سکتا۔

(باقی)

---

[۱] قائل کا پتہ نہیں۔ شیخ آذری (م ۸۶۶ھ) نے "جواہر الاسرار" میں اسے نقل کیا ہے۔ دیکھئے: معارف (اعظم گڈھ) جون ۱۹۲۹ء

[۲] یہ شعر ملک عماد زوزنی (م ۶۷۳ھ) کا ہے۔ حوالۂ مذکور

[۳] قائل کا نام معلوم نہیں۔ حوالۂ مذکور

[۴] یہ شعر علامہ اقبال کا ہے۔ دیکھئے ارمغان حجاز ص ۴۳ (کلیاتِ اقبال اردو)

[۵] یہ بھی علامہ اقبال کا ہے۔ دیکھئے: جاوید نامہ [میں نے یہ شعر "کلیات اشعار فارسی مولانا اقبال لاہوری" (طبع تہران ۱۳۴۳) ص ۳۵۰ سے نقل کیا ہے]

[۶] راسخ کی "مثنوی ناز و نیاز و داد و فریاد" (مخطوطہ کتب خانہ خدا بخش پٹنہ۔ زیر رقم ۶۴۱) کے ذیلی عنوان "انجام نمودن حکایتہای ناز و نیاز و رجوع شاعر بہ مثنوی داد و فریاد" کے تحت ایک شعر ہے جسے نوٹ